سیرت ومناقب

سیّدالشُّہداء

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

مؤلّف

حضرت مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی

(مُدَرِّس جامعۃ النور، جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نورمسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب	:	سیرت ومناقب سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
مؤلف	:	مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی
سن اشاعت	:	شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ/ستمبر ۲۰۱۱ء
تعدادِ اشاعت	:	۳۵۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نورمسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾ (النمل:۲۷/۵۹)

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ کے اصحاب کواللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے چُن لیا۔(شرح السُّنّة)

اورحدیث شریف میں ہے:

"خَيْرُ أُمَّتِيْ الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصّحابة، باب بيان أن بقاء النّبيّ أمان لأصحابه، برقم: ۲۰۷/۱۵۳۱۔ و المسند لأحمد، ۳۹۹/٤)

پس نبی کریم ﷺ نے خبردی کہ تمام زمانوں میں بہتر زمانہ مطلقاً آپ کا زمانہ ہے، پس یہ فرمان ابوابِ خیر میں سے ہر باب میں اُن کی تقدیم کا تقاضا کرتا ہے ورنہ اگر بعض وجوہ کے اعتبار سے وہ زمانہ بہتر ہوتا تو وہ زمانہ خیر القرون نہ ہوتا۔

یعنی اللہ تعالی نے دنیا میں بہترین لوگوں کو اپنے محبوب ﷺ کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم شان والے ہیں، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عظمت والے ہیں، سب کے سب اسلام اور نبی اسلام ﷺ کے لئے سب کچھ قربان کرنے کا عزم رکھنے والے تھے، سب کے سب حضور ﷺ کی رضا کے طالب تھے۔

اُن میں عمِ مصطفیٰ سیّد الشُّہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خاص مقام حاصل ہے، آپ کے اسلام لانے سے آپ کی شہادت تک کو دیکھا جائے تو آپ کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کی رضا جوئی میں گزری ہے، آپ کی شہادت پر حضور ﷺ کے ارشادات آپ کے مقام کو خوب واضح کردیتے ہیں، آپ کی سیرت ومناقب پر بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن حضرت مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی مدظلہ

العالی جو کہ جامعۃ النور میں مُدرّس ہیں نے اس فقیر کے مشورے سے آپ رضی اللہ عنہ پر جو لکھا وہ ہے تو بہت مختصر مگر جامع اور مستند ہے۔

اور ہمارے ادارے نے اس رسالہ کو عوام وخواص کے لئے مفید جانتے ہوئے اپنی سلسلہ اشاعت نمبر دوسونو (۲۰۹) پر شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مؤلف، معاونین اور اراکینِ ادارہ کی اِس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اِسے عوام وخواص کے لئے مفید بنائے آمین۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دارالحدیث والافتاء بجامعۃ النور

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن قصی۔

کُنیت

آپ کی کُنیت آپ کے دونوں بیٹوں کے نام کی نسبت سے ابویَعلٰی، اور ابو عُمارۃ ہے۔(۱)

والد کا نام ونسب

حضرت عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن قصی۔(۲)

والدہ کا نام ونسب

ھالۃ بنت وُھیب بن عبدمناف بن زھرۃ۔(۳)

ھالۃ بنت وُھیب کا نبی پاک ﷺ سے تعلق

ھالۃ بنت وُھیب حضور ﷺ کی سوتیلی دادی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی چچازاد بہن بھی تھیں۔ امام ابونعیم نے لکھا: حضرت عبدالمطلب نے ھالۃ بنت وُھیب سے نکاح کیا اور حضرت حمزہ اور

۱۔ الإصابة فی تمییز الصّحابة، ۵۲۸/۱۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۱۷/۲۔ أیضاً الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۴۲۳/۱۔ أیضاً أسد الغابة، ۶۰۴/۱

۲۔ الإصابة، ۵۲۸/۱۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۱۷/۲۔ أیضاً أسد الغابة، ۶۰۴/۱

۳۔ معرفة الصّحابة، ۱۷/۲۔ أیضاًأسد الغابة، ۶۰۴/۱

حضرت صفیہ کی ولادت اُن کے بطن سے ہوئی۔(۴)

حضرت حمزہ کا نبی پاک ﷺ سے تعلّق

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے چچا جان ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے کہ ابولہب کی لونڈی حضرت ثُوَیبہ نے نبی پاک ﷺ کو اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا ہے نیز حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ والدہ کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کے قریبی عزیز یعنی خالہ زاد بھائی تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ھالۃ بنت وُھیب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی چچازاد بہن بھی تھیں۔(۵)

حضور ﷺ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مبارک عمروں میں تفاوت

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت نبی پاک ﷺ کی ولادت سے ایک قول کے مطابق دو سال قبل اور ایک قول کے مطابق چار سال قبل ہوئی. قول اول کو ''اُسدُ الغَابة'' میں اصح قرار دیا گیا ہے. امام ابونُعَیم رضی اللہ عنہ نے فقط قولِ اوّل ہی کو ذکر کیا جس سے اُس کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ قرطبی رضی اللہ عنہ نے ''الاستیعاب'' میں اسے ضعیف قرار دیا ہے. لیکن راجح یہی ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت حضور ﷺ سے دو سال قبل ہوئی۔(۶)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام کب لے کر آئے

اِس بارے میں مختلف اقوال ہیں علامہ ابن اثیر علیہ الرحمہ نے لکھا کہ صحیح یہی ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اعلانِ نبوّت کے دوسرے سال اسلام لائے۔(۷)

۴۔ الإصابة، ۵۸۲/۱۔ أیضاً أسد الغابة، ۶۰۴/۱۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۱۸/۲

۵۔ الإصابة، ۵۲۸/۱۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۱۷/۲۔ أیضاً الاستیعاب، ۴۲۳/۱

۶۔ أسد الغابة، ۶۰۴/۱۔ أیضاً الإصابة، ۵۲۸/۱۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۱۷/۲۔ أیضاً الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۴۲۳/۱

۷۔ أسد الغابة، ۶۰۴/۱

اسلام لانے کا واقعہ

حضرت محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: ایک دن ابوجہل نے حضور پُرنور ﷺ پر زبانِ طعن کھولی آپ ﷺ کو اذیّتیں دیں اور بُرا بھلا کہا نیز آپ ﷺ کے دین کو بھی عیب لگایا اور اُس کا کمزور اور بے یارو مددگار ہونا ذکر کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اُس بد بخت کی باتوں کا جواب نہیں دیا. عبداللہ بن جدعان تیمی کی کنیز کا گھر کوہِ صفا کے پاس تھا اُس نے یہ تمام منظر دیکھا اور تمام باتیں سُن لیں، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطّلب جو شکار کے شائق تھے شکار سے لوٹ کر اپنی قوم کی طرف جا رہے تھے آپ کی عادت تھی کہ جب آپ شکار سے واپس لوٹتے تو اوّلاً گھر جانے کے بجائے مسجدِ حرام میں آکر خانۂ کعبہ کا طواف کرتے وہاں قریش کی جو مختلف مجلسیں لگی ہوتیں ہر مجلس میں کھڑے ہو کر ان سے گُفت وشُنید کرتے آپ کا شمار قریش کے معزّز ترین اور بارُعب لوگوں میں ہوتا تھا اور اُس وقت آپ شرک پر قائم اپنی قوم ہی کے مذہب پر تھے۔

اُس روز بھی آپ اسی ارادے سے حرم کی طرف جا رہے تھے کہ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے آپ کو روک کر عرض کیا: اے ابوعُمارۃ! ابھی آپ کے بھتیجے محمّد بن عبداللہ (ﷺ) کے ساتھ ابوالحکم (ابوجہل) نے جو نازیبا حرکت کی آپ نے اُسے ملاحظہ نہیں کیا؟ اُس نے آپ کے بھتیجے کو خُوب بُرا بھلا کہا، اُنہیں بہت تکلیف پہنچائی اور اُن کے ساتھ انتہائی ناروا برتاؤ کیا حالانکہ محمّد (ﷺ) نے اُسے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ یہ سُن کر حضرت حمزہ ﷛ جلال میں آگئے کسی کے پاس رُکے بغیر تیزی سے حرم شریف کی سمت بڑھے جیسا کہ آپ طوافِ خانۂ کعبہ کے لیے جلدی کیا کرتے تھے جب مسجد حرام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابوجہل اپنی قوم کے ساتھ بیٹھا ہے آپ اُس کے سر کی جانب کھڑے ہوئے اور اپنی کمان اُس کے سر پر دے ماری جس سے

اُس کا سر زخمی ہو گیا قریش کی شاخ بنو مخزوم کے کچھ لوگ ابوجہل کی مدد کے لیے حضرت حمزہ سے مقابلہ کے لیے کھڑے ہو گئے حضرت حمزہ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: مجھے کون روکے گا مجھ پر میرے بھتیجے کا معاملہ خوب ظاہر ہو چکا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ حق کہتے ہیں۔ خُدا عزّ وجلّ کی قسم! میں اُن کا ساتھ نہیں چھوڑونگا اگر ہمّت ہے تو مجھے روک کر دکھاؤ. ابوجہل نے کہا: ابوعُمارہ کو جانے دو! خُدا کی قسم! میں نے ان کے بھتیجے کو واقعی برا بھلا کہا تھا. یوں حضرت حمزہ ﷛ اسلام لے آئے۔(۸)

امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے بھی اِسی طرح واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: ابن اسحاق علیہ الرحمۃ سے منقول روایت میں یہ اضافہ ہے: ابوجہل کا سر پھاڑنے اور جوش وغضب میں اپنے ایمان لانے کا اعلان کر کے جب آپ حضرت حمزہ ﷛ اپنے گھر پہنچے تو اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم سردارِ قُریش ہو کیا تم اس نئے دین کی پیروی کرو گے؟ اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دو گے؟ جو کام تم نے کیا ہے اُس سے بہتر تھا کہ تم مر جاتے۔ اِسی تذبذب کے عالم میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی: اے بارِ اِلٰہ! اگر میرا اختیار کردہ راستہ ہدایت وصواب ہے تو میرے دل میں اس کی تصدیق پیدا کر دے اور اگر یہ درست نہیں تو میرے لیے اس سے نکلنے کا رستہ بنا دے۔ شیطانی وساوس کی بھر مار والی ایسی رات آپ پر اس سے پہلے نہ گزری تھی حتّٰی کہ صبح حضور اکرم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے بھتیجے! میں ایک ایسے معاملے میں مبتلا ہو گیا ہوں جس سے نکلنے کی سبیل معلوم نہیں اور مجھ جیسے آدمی کا ایک ایسے دین پر قائم ہونا جس کے بارے میں مجھے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ سیدھا راستہ ہے یا کجی والا رستہ ہے (نا قابلِ فہم ہے) تم مجھے اپنے مذہب کی بابت بتاؤ! میرے بھتیجے! میری خواہش ہے کہ تم مجھے اپنے دین کے بارے میں

۸۔ معرفة الصّحابة، ۱۸/۲۔ أیضاً أسد الغابة، ۶۰۴/۱، ۶۰۵

بتاؤ! رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ آپ کی طرف متوجّہ ہوئے آپ کو وعظ ونصیحت کی آپ کو خوشخبری اور ڈر سنایا حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں حضور کے کلام کے سبب ایمان القاء فرما دیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کہہ اٹھے: میں آپ کے سچّے ہونے کی گواہی دیتا ہوں اے میرے بھتیجے! اپنے دین کو ظاہر کر دو۔ اب مجھے پسند نہیں کہ مجھے ہر وہ چیز دے دی جائے جس پر آسمان سایہ کُناں ہے اور اس کے بدلے میں اپنے پہلے دین پر لوٹ آؤ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد چند اشعار کہے:

حَمِدْتُّ اللّٰهَ حِيْنَ هَدَى فُؤَادِىْ   اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جب اُس نے میرے دل کو ہدایت دی اسلام اور دینِ حنیف کی طرف۔

لِدِيْنٍ جَاءَ مِنْ رَبٍّ عَزِيْزٍ   خَبِيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيْفِ

اُس دین کی طرف جو ربِّ عزیز کی طرف سے آیا ہے، وہ ربّ بندوں کے حال سے خبردار ہے اور اُن پر لطف وکرم کرنے والا ہے۔

اِذَا تُلِيَتْ رَسَائِلُهٗ عَلَيْنَا   تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِى اللُّبِّ الْحَصِيْفِ

جب پیغام خداوندی کی ہم پر تلاوت کی جاتی ہے تو ہر عاقل و دانا کی آنکھ سے آنسوؤں کی لڑی بن جاتی ہے۔

رَسَائِلُ جَاءَ اَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا   بِآيَاتٍ مُّبَيَّنَةِ الْحُرُوْفِ

اس صحیفۂ ہدایت کی روشن آیات احمد ﷺ لے کر آئے ہیں۔

وَاَحْمَدُ مُصْطَفٰى فِيْنَا مُطَاعٌ   فَلَا تَغْشُوْهُ بِالْقَوْلِ الضَّعِيْفِ

احمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے مخدوم ومُطاع ہیں کوئی بے سروپا بات تمہیں اُن سے دُور کرکے اندھیرے میں نہ ڈال دے۔

فَلَا وَاللّٰهِ نُسْلِمُهٗ لِقَوْمٍ   وَلَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ

خُدا عزّ وجلّ ﷺ کی قسم! کیا ہم انہیں اُن کی قوم کے سپرد کریں گے

(نہیں!) اور ہم اُس قوم سے تلوار کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔

وَنَتْرُكُ مِنْهُمْ قَتْلٰى بِقَاعٍ   عَلَيْهَا الطَّيْرُ كَالْوَرْدِ الْعُكُوْفِ

اور ہم اُن مقتولین کو ایک میدان میں چھوڑ ینگے اُن پر پرندے یوں گھومتے ہوں گے جیسا کہ پرندوں کے جھنڈ مردار کے گرد جمع منڈلاتے ہیں۔

وَقَدْ خُبِّرْتُ مَاصَنَعَتْ ثَقِيْفُ   بِهٖ فَجَزَى الْقَبَائِلَ مِنْ ثَقِيْفِ

اور ثقیف نے جو کیا اُس کی خبر دے دی گئی ہے دیگر قبائل کو بدلہ ثقیف ہی دے گا۔

اِلٰهُ النَّاسِ شَرَّ جَزَاءِ قَوْمٍ   وَلَا اَسْقَاهُمُ صَوْبَ الْخَرِيْفِ

اے لوگوں کے معبود! اس (کافر) قوم کو بدترین بدلہ دے اور انہیں موسم خزاں میں بارش سے سیراب نہ فرما۔(۹)

حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے کُفّار کی مایوسی

حضرت عزّ الدین بن اثیر نے لکھا: جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو قُریش نے جان لیا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو تحفُّظ مل گیا ہے اب انہیں ایذاء پہنچانا ہمارے بس میں نہیں رہا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے دِفاع کے لیے تیار رہتے اور کافروں کی ایذاء رسانیوں کے سامنے حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے مضبوط روک اور آڑ تھے۔(۱۰)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان میں آیتِ قرآن کا نزول

ابونعیم اصفہانی نے "معرفة الصّحابة" میں نقل کیا:

۹۔ سُبُل الهُدى، جماع أبواب بعض الأمور الكائنة إلخ، الباب الثّامن: فى إسلام حمزة بن عبد المطّلب رضى الله تعالى عنه، ۲/۳۳۲، ۳۳۳

۱۰۔ أسد الغابة، ۱/۶۰۵۔ أيضاً معرفة الصّحابة، ۲/۱۸

﴿هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ﴾ (۱۱)

ترجمہ: یہ دو فریق ہیں کہ اپنے ربّ میں جھگڑے۔ (کنزالایمان)

حضرت حمزہ اور آپ ﷺ کے اصحاب علیہم الرّضوان کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں خُدا عزّ وجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آیت:

﴿هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ﴾ (۱۲)

اِن چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی. حضرت حمزہ، حضرت علیؓ المرتضیٰ، حضرت عُبیدہ بن حارث، عُتبہ، شَیبہ اور ولید بن عُتبہ۔(۱۳)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان بزبانِ رسولِ ذیشان ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہم چھ حضرات اولادِ عبدالمطّلب اہلِ جنّت کے سردار ہیں: (۱) میں (محمّد مصطفیٰ ﷺ)، (۲) میرے چچا جان حمزہ (رضی اللہ عنہ)، (۳،۴) میرے بھائی علی المرتضیٰ اور جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (۵،۶) امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔(۱٤)

عمرو بن دینار علیہ الرحمۃ ایک انصاری شخص سے وہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ میرے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: حضور ﷺ! میرے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی ہے میں اُس کا کیا نام رکھوں؟ فرمایا: اُس کا نام اُس شخص کے نام پر رکھو جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے یعنی حمزہ (رضی اللہ عنہ)۔(۱۵)

۱۱۔ الحج: ۱۹/۲۲

۱۲۔ الحج: ۱۹/۲۲

۱۳۔ معرفة الصّحابة، ۱۹/۲

۱٤۔ معرفة الصّحابة ۲۱/۲

۱۵۔ معرفة الصّحابة ۲۱/۲

عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سب چچاؤں میں بہترین حمزہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔(۱٦)

حضور اکرم ﷺ کے چچاؤں کی تعداد

امام ابو عمر یوسف بن عبداللہ قرطبی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے چچاؤں کی تعداد میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق اُن کی تعداد دس، اور ایک قول کے مطابق بارہ تھی جن حضرات نے ۱۲ چچاؤں کے ہونے کا قول کیا اُنہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالمطّلب کا تیرھواں بیٹا قرار دیا ہے اور ان کے نام یہ بیان کئے ہیں: (۱) ابو طالب اُن کا اصل نام عبدمناف تھا (۲) حارث یہ حضرت عبدالمطّلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے (۳) زبیر (۴) عبدالکعبۃ (۵) حمزۃ (۶) عباس (۷) مقوم (۸) حَجَل اُن کا اصل نام مغیرۃ تھا، (۹) ضرار (۱۰) قثم (۱۱) ابولہب اُس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا (۱۲) غیداق۔

جن حضرات نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے چچاؤں کی تعداد دس ہونے کا قول کیا ہے اُن کے نزدیک عبدالکعبۃ کا نام مقوم تھا اور غیداق اور حجل ایک ہی فرد کا نام تھا۔ بعض حضرات نے نو چچاؤں کا قول کیا انہوں نے اس میں سے قثم کو بھی خارج کیا ہے۔

یاد رہے! تعداد میں اختلاف ہونے کے باوجود اِس پر علماء باہم متفق ہیں کہ حضور ﷺ کے فقط دو چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لے کر آئے تھے۔(۱۷)

امامِ اہلسنّت نے ''المواهب اللّدنيّة'' وغیرہ کے حوالے سے فرمایا: عبّاس رضی اللہ عنہ سیّدِ عالم ﷺ کے سب میں چھوٹے چچا تھے حضور ﷺ کے اعمام میں صرف یہ اور

۱٦۔ معرفة الصّحابة ۲/۲۱

۱۷۔ الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ۱/٤۲٤

حضرت حمزہ مسلمان ہوئے وبس۔(۱۸)

عجیب اتفاق

امام اہلسنّت ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: عجائبِ اتّفاق سے ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چار چچا زمانۂ اسلام میں زندہ تھے۔ دو اسلام نہ لائے، دو مشرّف باسلام ہوئے۔ وہ دو جو اسلام نہ لائے، اُن کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے۔ ابو طالب کا نام عبدِ مناف تھا، اور ابولہب کا عبدالعزیٰ۔ اور دو کہ مسلمان ہوئے اُن کے نام پاک وصاف تھے۔ حمزہ وعبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔(۱۹)

مدینۂ طیّبہ کی طرف ہجرت

محبتِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام میں مخمور ہوکر سیّدنا حمزہ ؓ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی انصار ومہاجرین کو نبی پاک ﷺ نے مُواخات کی ایک لڑی میں پرو دیا تو حضرت سیّدنا حمزہ ؓ کو نبی پاک ﷺ نے اپنے محبوب صحابی حضرت زید بن ثابت ؓ کا بھائی بنادیا۔(۲۰)

پیغمبرِ اسلام کے پہلے علَمبردار

حضرت ابوالحسن مدائنی ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلا علَم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ؓ کے لیے باندھا اور اُس علَم کے ساتھ آپ ؓ کو سریہ سرکر نے کے لیے سَر زمینِ جُہینہ کے ساحلِ سمندر کی طرف روانہ فرمایا۔(۲۱)

۱۸۔ فتاوی رضویہ، ٦٩٣/٢٩
۱۹۔ فتاویٰ رضویہ، ٦٩٣/٢٩
۲۰۔ الإصابة، ٥٢٨/١۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ١٧/٢۔ أیضاً أسد الغابة، ٦٠٥/١
۲۱۔ الإصابة، ٥٢٨/١۔ أیضاً الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ٤٢٤/١۔ أیضاً أسد الغابة، ٦٠٥/١

جس سریہ کا ذکر ماقبل گزرا اُس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابن سعد نے ''طبقات کبریٰ'' میں لکھا کہ سب سے پہلا سریہ ماہِ رمضان میں ہجرت کے سات ماہ بعد بھیجا گیا نبی پاک ﷺ نے اس لشکر کا امیر اپنے چچا جان حضرت حمزہ ؓ کو مقرر فرمایا اور اپنے دستِ انور سے اُن کا علَم باندھا یہ علَم سفید کپڑے کا تھا پھر یہ علَم ابو مرثد کناز بن حصین غنوی کے سپرد کردیا گیا آپ نے اُس علَم کو اُٹھالیا اُس لشکر کی نفری تیس نفوس پر مشتمل تھی جو تمام ہی مہاجر تھے رحمتِ عالم ﷺ نے غزوۂ بدر سے قبل جتنے لشکر روانہ فرمائے اُن میں فقط مہاجرین کو شمولیت کی اجازت دی گئی کہ انصار کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر مدینہ طیّبہ پر کوئی بیرونی دشمن حملہ آور ہوگا تو انصار حضور ﷺ کا دِفاع کریں گے اِسی بناء پر اُن مُہمّات میں انصار کو شریک نہیں کیا گیا. غزوۂ بدر کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے مجلسِ مُشاوَرَت کا انعقاد فرمایا اِس مشورے میں انصار کے قائد نے ہر مقام وحال میں حضور اکرم ﷺ کا دِفاع کرنے کا اعلان کردیا حتّٰی کہ یقین دہانی کرائی کہ اگر حضور اکرم ﷺ ''برک الغماد'' تک بھی جہاد کے لیے تشریف لے جائیں یا سمندر میں کودنے کا حکم بھی فرمائیں تو کوئی فردِ انصار اُس حکم سے عدول نہیں کرے گا اُس کے بعد مُہمات میں مہاجرین کی شمولیت کی تخصیص ختم کردی گئی اور مسلمانوں کے دونوں گروہ انصار ومہاجرین دینِ خُدا کی سربلندی کے لیے جہاد میں شمولیت اختیار کرنے لگے. نبی پاک ﷺ کو خبر ملی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام سے مکّہ واپس آرہا ہے اُس پر حملہ کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ نے یہ دستہ روانہ فرمایا اور اُس دستہ کا امیر حضرت حمزہ ؓ کو مقرر فرمایا۔ قافلۂ قریش کا امیر ابوجہل تھا اُس قافلہ کی حفاظت کے لیے تین سو محافظ اُس کے ساتھ تھے جب یہ قافلہ ''العیص'' کی سمت سے سیف البحر (یعنی ساحلِ سمندر) کے قریب پہنچا تو دونوں لشکر کا باہم ٹکراؤ ہوا جنگ کے لیے جانبین سے صفوں کو درست کرلیا گیا جنگ شروع ہونے کو تھی کہ اِسی اَثناء میں قبیلہ جُہنیہ کا سردار مجدی بن عمرو الجہنی نے اِس جنگ کو روکنے کے لیے اپنے

تعلّقات استعمال کرنا شروع کر دیئے چونکہ دونوں فریقوں سے اُس کے دوستانہ تعلقات تھے اِس سبب سے اُس نے اِن دونوں کے مابین جنگ شروع نہ ہواس کے لیے تگ و دوشروع کر دی وہ متعدّد بار فریقین کے پاس آیا گیا اورانہیں جنگ سے روکنے کے لیےکوششیں کرتا رہاحتّٰی کہ اُس کی تجویز پر دونوں لشکروں نے فی الحال باہم جنگ نہ کرنے پر اتّفاق کرلیا ابوجہل اپنے ساتھیوں کوساتھ لیےتجارتی قافلہ کےہمراہ مکّۂ مکرّمہ کی طرف روانہ ہوااورمہاجرین حضرت حمزہ کی معِیَّت میں مدینہ طیبہ واپس آگئے .واپسی پر جب بارگاہِ رسالت مآب میں اُس سفر کے حالات بیان کئے گئےتو حضوراکرم ،نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدی بن عمروالجہنی کے اِس طرزِعمل کی تعریف فرمائی پھر کچھ دنوں کے بعدمجدی قبیلہ کےافراد مدینہ منورہ حاضر ہوئےتو حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نےاُن کی خاطرتواضع فرما کرانہیں نئ پوشاکیں پہنا کرفرمایا ’’مجدی بابرکت عادات کا حامل ہےاوراُس کے کام میں برکت دی گئی ہے۔(۲۲)

غزوہ اورسریہ میں فرق

علماءِ سِیَر ’’غزوہ‘‘ اُس جنگ کو کہتے ہیں جس میں نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس خودشرکت فرمائی ہواورجس میں کسی اورکولشکر کا سالار بنا کر بھیجا ہوخودشرکت نہ فرمائی ہواُس جنگ کو’’سریہ‘‘ کہتے ہیں۔(۲۳)

غزوۂ بدر میں دادِشُجاعت

کُفراوراسلام کے مابین ہونے والا زمانۂ رسالت مآب کا پہلا غزوہ، پہلی جنگ جس میں حقّ و باطل باہم ٹکرائے اورحقّ تعالیٰ نے حقّ کوغلبہ ونُصرت عطا فرمایا اِس عظیم معرکہ میں مسلمان قلّتِ افراد واسباب کے باوجودنُصرتِ الٰہی کے وعدہ پر

۲۲۔ الطّبقات الکبریٰ، ذکر عدد مغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم إلخ، ۳۴۸/۱، ۳۴۹

۲۳۔ الطبقات الکبریٰ، ذکر عدد مغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم إلخ، ۳۴۸/۱

یقین رکھے حمایتِ اسلام کے لیے سَربکفن تھے ہرایک مسلمان مجاہد اپنی جرأت وشُجاعت کے جوہر دکھا رہا تھا اُن مردانِ میدان میں حضرت حمزہ اَسداللہ واَسدرسولِہٖ عزّوجلّ و صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز ہی نرالا تھا آپ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبروآپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِفاع کرتے ہوئے بیک وقت دوتلواریں چلا رہے تھےاورکافروں کا خون بہارہے تھےاختتامِ جنگ پربعض کافرقیدیوں نے دریافت کیا: جن صاحِب کے ہاتھ میں شترمرغ کے پر والاعلَم تھا وہ کون تھے؟ صحابہ کرام علیھم الرّضوان نے جواب دیا: وہ حضرت حمزہ تھے .یہ سُن کر وہ قیدی کافر بولا: انہوں نے ہمارے افرادکوگاجرمولی کی طرح کاٹ کررکھ دیا.اس جنگ میں آپ نے کئی کافروں کو واصل جہنم کیا جسمیں شیبہ بن ربیعۃ بن عبد شمس بھی تھا جوبطورِمُبارِزْ آپ کے مقابل آیا تھا نیز آپ کی تلوارِخون آشام نےمطعم بن عدی کے ماموں طیعمہ بن عدی بن نوفل بن عبدمناف کوبھی جَہنّم رسید کیا نیز عُتبہ بن رَبیعہ کوآپ نے اورحضرت علی المرتضی کرّم اللہ تعالیٰ وَجہَہُ الکریم نے مل کرقتل کیا .جنگ میں آپ کے پاس جوعلَم تھا اُس میں شترمرغ کا پرلگا ہوا تھا۔(۲٤)

جنگِ بدر میں حضرت حمزہ کے جوش و جذبہ کا عجیب عالَم تھا مشرکین پر حملے کرنے میں آپ اس قدرآگے بڑھ گئے کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوتشویش ہوئی اور آپ کواپنی طرف بلالیا چنانچہ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت حمزہ کومیرے پاس بلا لاؤ، وہ اِس وقت مشرکین سے سب سے زیادہ قریب رہ کردادِشجاعت دے رہے تھے۔(۲۵)

غزوۂ بدر کے پہلے مردِمیدان

حقّ وباطل کےاس عظیم معرکہ میں جس ہستی نے سب سے پہلے کافر کا خون بہا کراپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کیں وہ کوئی اورنہیں عمِّ رسول اَسدُ اللہ و

۲٤۔ معرفة الصّحابة، ۱۷/۲۔ أیضاً أسد الغابة، ۶۰۵/۱

۲۵۔ الطبقات الکبریٰ، طبقات البدریین من المهاجرین، ۴۹/۲

اَسدُ رسولِہٖ سیّدالشُّہد اءحضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔''سُبُل الھُدی'' میں ہے: اِس جنگ کا آغاز اِس طرح ہوا کہ کافروں کے لشکر میں سے اسود بن عبدالاسد المخزومی نے اعلان کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پی کر اُسے منہدم کردونگا یا پھر اپنی جان دے دوگا یہ بلند بانگ دعوی کرکے وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف بڑھا شیرِ خُدا و مصطفیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اُس پر حملہ آور ہوئے اور اُس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی وہ پیٹھ کے بَل گر پڑا کٹی ٹانگ سے خون بہنے کے باوجود رینگتا ہوا حوض کے قریب پہنچا تا کہ حوض میں گھس کر اُس کا پانی خراب کردے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسرا ایسا کاری وار کیا کہ وہ واصلِ جہنّم ہوا یہ اِس جنگ میں ہلاک ہونے والا پہلا کافر تھا جسے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے تہ تیغ کیا۔یہ منظر دیکھ کر عُتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر غصّہ میں بھر آیا، بقول حفیظ جالندھری ؎

سپہ سالار عتبہ جنگ کے ارمان میں نکلا
علی الرغم ابو جہل آپ خود میدان میں نکلا
برادر اور بیٹا دائیں بائیں ساتھ آئے
تمنا تھی کہ پہلی فتح ہم تینوں کے ہاتھ آئے

اور مسلمانوں کو للکار کر کہا:''ھَلْ مِن مُّبارِزٍ''؟ (ہے کوئی ہمارا مدِّ مقابل؟) اُسی وقت تین انصاری صحابہ کرام علیھم الرّضوان اُن کے مقابلہ کے لیے نکلے،عُتبہ وغیرہ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ اُنہوں نے جواباً کہا:''رَھطٌ مِنَ الْاَنصارِ''ہم جماعتِ اَنصار ہیں تو یہ سُن کر اُس نے کہا: ہمارے مُقابلے کے لیے ہماری قوم قریش کے جوان بھیجو۔تب نبی کریم ﷺ نے حضرت عُبیدہ ،حضرت علی المرتضی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو بھیجا زرہ میں ہونے کی وجہ سے عُتبہ وغیرہ انہیں پہچان نہ سکے، بقول حفیظ جالندھری ؎

بڑھے ابن عبد المطلب شیر خدا حمزہ

امیر قوم، عمّ مصطفیٰ، و مرتضی حمزہ
عبیدہ اور علی مرتضی نکلے معیّت میں
کہی تکبیر اہل اللہ نے جوشِ حمیّت میں
بڑھے شیروں کی صورت سوئے میدانِ وغا تینوں
علی، حمزہ، عبیدہ اولیائے مصطفیٰ تینوں
خدائے پاک کی مدح و ثناء کرتے ہوئے نکلے
رجز پڑھتے ہوئے وحدت کا دَم بھرتے ہوئے نکلے

پھر تینوں اصحاب نے اپنا نام لے کر تعارف کروایا یہ سُن کر وہ کہہ اٹھے:''نعم اکفاءٌ کرامٌ!'' (ہاں! یہ معزز افراد ہمارے ہم پلہ ہیں) حضرت عُبیدہ نے عُتبہ کو حضرت حمزہ نے شیبہ کو اور حضرت علی المرتضی نے ولید کو للکارا۔حضرت حمزہ اور حضرت علی المرتضی نے آنًا فانًا اپنے حریفوں پر حملہ کر کے دونوں کو خاک وخون میں ملا دیا حضرت عبیدہ اور عُتبہ باہم مصروفِ جنگ تھے تلواروں کے وار پے در پے جانبین سے کئے جارہے تھے حضرت عُبیدہ نے عُتبہ کو زخمی کر دیا اچانک عُتبہ کی تلوار کا وار حضرت عبیدہ کی ٹانگ پر پڑا،ٹانگ کٹ گئی حضرت حمزہ وحضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنھما جو اپنے حریفوں کو ٹھنڈا کر چکے تھے یہ منظر دیکھ کر حضرت عُبیدہ کی مدد کو پہنچے اور دونوں نے مل کر عُتبہ کو بھی ہلاک کر دیا۔(۲۶)

جنگ اُحد کے بارے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رائے

حضور اکرم ﷺ کی رائے تھی کہ مدینے میں رہتے ہوئے کُفّار سے نبرد آزما ہوا جائے جبکہ وہ نوجوان جو کہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے اُن کے دلوں میں شہادت کا شوق مچل رہا تھا وہ چاہتے تھے کہ باہَر جا کر دشمنوں سے مُقابلہ کیا جائے اُس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ،حضرت سعد بن عُبادۃ رضی اللہ عنہ ،حضرت نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ ،

۲۶۔ سُبُل الھُدی،جماع أبواب المغازی إلخ،الباب السّابع:ذکر ابتداء الحرب إلخ، ۳۵،۳۴/٤

حضرت ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اور انصار کے ایک گروہ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم دفاعی انداز اختیار کریں گے تو دشمنوں کی ہمت بڑھے گی وہ سمجھیں گے کہ ہم بزدلی کی وجہ سے مدینے میں محصور ہو کر جنگ کر رہے ہیں۔ جنگِ بدر میں تو حضور ﷺ کے ساتھ تین سو افراد تھے اب تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست غلبہ عطا فرمایا ہے، آج ہماری تعداد زیادہ ہے ہم مُدّت سے اس دن کی تمنّا لیے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس دن کی دُعا کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے خود انہیں ہماری طرف بھیج دیا۔ حضور ﷺ نے جب مسلمانوں کا یہ جوش وجذبہ دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ اسلام کے متوالوں نے جنگی لباس پہن لیا ہے تو حضور اکرم ﷺ نے اُن کی رائے کو قبول فرمالیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی میں آج اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر جا کر انہیں اپنی تلوار کی کوندتی بجلیوں سے بھسم نہ کر دوں۔ یہ جمعہ کے دن کی بات ہے اُس دن بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ روزے دار تھے اور جس دن آپ شہید ہوئے یعنی بروزِ ہفتہ بھی آپ روزے سے تھے۔ (۲۷)

جنگِ اُحُد میں دادِ شجاعت

حضرت عُمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگِ اُحُد میں) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے روبرو دو تلواروں کے ساتھ قِتال کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

"اَنَا اَسَدُ اللّٰهِ وَ اَسَدُ رَسُوْلِهٖ" (۲۸)

میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں اور میں رسول اللہ کا شیر ہوں۔

امام اہلسنّت منظر کشی کرتے ہوئے سیّد الشّہداء کی بارگاہ میں خراج تحسین پیش

۲۷۔ إمتاع الأسماع، ۱/۱۳۳، ۱۳۴

۲۸۔ معرفة الصّحابة ۲/۱۹

کرتے ہیں۔

ان کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّاں سَطوَت پہ لاکھوں سلام

غزوۂ اُحد جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرما کر سیّد الشّہداء کے مقام کی طرف وَصل فرمایا اُس جنگ میں آپ نے تنِ تنہا تیس سے زائد کافروں کو قتل کیا۔ امام ابونعیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اکتیس کافروں کو جہنم رسید کیا۔ (۲۹)

بقول حفیظ جالندھری۔

جلالِ حضرت حمزہ مثالِ مہرِ تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویاں خیاباں تھا
سرِ دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پا کر جیش جیش ان سے گریزاں تھا

جنگوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ فریقین کے تمام افراد کے جنگ میں کود پڑنے سے قبل، فریقین کے گروہ میں سے ایک فرد نکل کر اپنے مخالف فریق کو للکارتا اور اپنا مدِّ مُقابل مانگتا پھر دونوں فریق ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لیے اپنی بہترین جنگی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے جنگِ اُحد کی ابتداء میں بھی یہی ہوا قریش کا علَم بردار طلحہ کافروں کی صف سے نکل کر اعلان کرنے لگا کہ ہے کوئی میرا مدِّ مقابل؟ یہ اعلان سُن کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اُس سے مقابلے کے لیے تشریف لے گئے اور تلوار کا ایسا کاری وار کیا کہ کچھ ہی لمحوں میں اُس کی لاش خاک وخون میں تڑپتی نظر آنے لگی طلحہ کے واصلِ جہنم ہونے کے بعد اُس کی جگہ اُس کے بیٹے عثمان بن

۲۹۔ الإصابة، ۱/۵۲۸۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۲/۱۷۔ أیضاً أسدالغابة، ۱/۶۰۵

طلحہ نے سنبھال لی مسلمانوں کی صف سے اَسدُ اللہ واَسدُ رسولِہٖ سیّد الشُّہد اء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ برآمد ہوئے اور اُس کافر کو اُسی کے خون میں نہلا دیا پھر کافروں کا جھنڈا اُس کے بھائی ابوسعد بن ابی طلحہ نے اٹھایا حضرت سعد بن وقاص نے اُسے تیر مار کر واصلِ جہنم کر دیا فردًا فردًا کچھ دیگر مقابلے ہوئے پھر عام جنگ شروع ہوگئی۔(۳۰)

شہادتِ شیرِ خُدا و مصطفیٰ حضرت حمزہ عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ

عزّ الدّین بن اثیر علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں: شوّال کی پندرہ تاریخ ہفتہ کا دن تھا مسلمان کافروں سے جنگ میں مشغول تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے آپ نے تنِ تنہا اکتیس کافروں کو واصلِ جہنم کیا اُن مقتولین میں سباع الخزاعی نامی شخص بھی تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھ کر آواز دی. اے لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے! آ مجھ سے مقابلہ کر! سباع کی ماں پیشہ ور ختنہ کرنے والی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ ہی دیر میں اُسے ہلاک کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اُس کی زرہ اُتارنے کے لیے جُھکے تو اِسی اَثناء میں آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں پھسلا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مبارک پیٹ سے زرہ سرک گئی وحشی نامی کافر غلام جو پہلے سے آپ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا اُس نے نشانہ باندھ کر اپنا حربہ (چھوٹا نیزہ) آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں دے مارا جو کہ آر پار ہوگیا آپ رضی اللہ عنہ اُس کاری وار کو برداشت نہ کر سکے اور جامِ شہادت نوش کر گئے۔(۳۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیّد الشُّہد اء کی عقیدت و وفا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعر نے کیا خوب کہا:

انتہاء ہے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وفاداری کی
کر گئے جان بھی قربان جنابِ حمزہ (رضی اللہ عنہ)

۳۰۔ إمتاع الأسماع ۱/۱۳۹ ۔ ۱۴۱ ملخّصًا

۳۱۔ أسد الغابة، ۱/۶۰۵،۶۰۶

وَحشی حَبشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کیوں شہید کیا؟

جنگِ بدر میں سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے مُطْعَم بن عَدِی کے بھائی اور جُبَیر بن مُطْعَم کے چچا طُعَیمَۃ بن عدی کو ہلاک کیا تھا وحشی حبشی جو کہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا جبیر بن مطعم نے جنگِ اُحد کے لیے روانہ ہوتے وقت کہا: اگر تم میرے چچا طیمہ کے عوض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو قتل کر دو گے تو تم میری طرف سے آزاد ہو چنانچہ آزادی حاصل کرنے کی غرض سے وحشی حبشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

گویا کہ قتل کا منصوبہ پہلے سے تیار کیا جا چکا تھا، بقول حفیظ جالندھری ؎

وہ حمزہ عمّ عالی مرتبت سردارِ عالم کے
سپہ سالار اول اُس سپہ سالارِ اعظم کے
وہ حمزہ یعنی روحِ سرفروشی جانِ جانبازی
وہ حمزہ لشکر اسلام کا سب سے بڑا غازی
وہی حمزہ قریشی افسروں کو مارنے والا
کیا تھا بدر میں کفار کو جس نے تہ و بالا
وہی ضیغم شکار و شیر افگن غازیٔ دوراں
اُسی کو قتل کرنے کے یہاں درپیش تھے ساماں

صاحبِ ''إمتاع الأسماع'' نے حَبشی وَحشی جو کہ بعد میں اسلام لے آئے تھے کی زبانی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نقل کیا ملاحظہ فرمائیں: حضرت وحشی کہتے ہیں: جنگِ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طیمہ بن عدی کو جو میرے مالک جبیر بن مطعم کا چچا تھا قتل کیا تھا۔ جب قریشِ مکّہ جنگِ اُحد کے لیے روانہ ہونے لگے تو میرے مالک جبیر بن مطعم نے مجھے مخاطب کر کے کہا: اگر تم میرے چچا طیمہ کے بدلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میری طرف

سے تم آزاد ہو۔ چناچہ حصولِ آزادی کی خاطر میں لشکرِ کُفّار میں شامل ہوگیا میں حبشیّ الاُصل اور فنِّ حربہ میں ماہر تھا میں اپنے چھوٹے نیزے سے وار کرتا تو شاذ و نادر ہی میرا شکار بچ پاتا جنگ شروع ہوچکی تھی فریقین ایک دوسرے پر حملہ کررہے تھے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں سرگرداں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہے وہ جس مقام سے گزرتا ہے وہاں کافروں کی صفیں الٹ کر رکھ دیتا ہے میں نے استفسار کیا تو لوگوں نے بتایا ان کا نام حمزہ ہے میں نے دل میں کہا مجھے انہی کی تلاش تھی میں اُن پر وار کرنے کے لیے موقع تلاش کرنے لگا کبھی میں کسی درخت کی اوٹ میں تو کبھی کسی چٹان کے پیچھے چھپ رہا تھا تا کہ پوشیدہ رہ کر اُن سے قریب ہوسکوں اِسی اَثناء میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نظر سباع مخزومی پر پڑی آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھ کر یوں مقابلے کے لیے پکارا: اے ختنہ کرنے والی کے بیٹے! آ اور مجھ سے مقابلہ کر! تو اللہ ورسول سے دشمنی رکھتا ہے یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے جالیا اور کچھ ہی دیر میں اُسے موت کا جام پلا دیا اور اُس کی لاش سے زرہ اتارنے کی غرض سے جھکے تو آپ رضی اللہ عنہ کا پیر پھسل گیا آپ رضی اللہ عنہ کی زیبِ تن زرہ کچھ سرک گئی اور پیٹ دکھائی دینے لگا میں چٹان کی اوٹ میں موقع کی تلاش میں بیٹھا تھا تاک کر نیزہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں دے مارا جو ناف کے نیچے سے گھسا اور آر پار ہوگیا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا لیکن زخم کاری تھا آپ رضی اللہ عنہ اُس کی تاب نہ لا سکے اور جامِ شہادت نوش کر گئے۔(۳۲)

''سُبُل الهُدى''میں ہے کہ غزوۂ اُحد میں ہند زوجہ ابوسفیان بھی شریک تھی جو کہ کُفّار کے جوشِ انتقام کی آگ کو بھڑکا رہی تھی جب بھی اُس کا گزر وَحشی حَبشی کے پاس سے ہوتا تو وہ ترغیب وتحریص کے لیے اُسے مُخاطَب کر کے کہتی: اے ابو

۳۲۔ إمتاع الأسماع ۱/۱۶۵،۱۶۶۔ أيضاً سُبُل الهُدى، جماع أبواب المغازى إلخ، الباب الثّالث عشر فى غزوة أحد ،ذكرمقتل حمزة بن عبد المطّلب، ۴/۲۱۶،۲۱۷

دشمۃ! شاباش! ہمیں بھی شفا دو اور خود بھی شفا پاؤ۔ (۳۳)

''إمتاع الأسماع''میں ہے: وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا پیٹ بھی خود چاک کیا اور کلیجہ نکال کر ہند کے پاس لا کر کہا: یہ حمزہ (رضی اللہ عنہ) کا کلیجہ ہے۔ اُس نے کلیجہ کو چبایا نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی پھر اُسے تھوک دیا اور اِس کام کی انجام دہی پر بطورِ اِنعام ہند نے اپنی قیمتی (اوپری) کپڑے اور زیور اُتار کر وحشی کو دے دیئے اور مکّہ جا کر بطورِ انعام دس دینار مزید دینے کا وعدہ کر لیا پھر اُس نے مجھ سے کہا: میرے ساتھ چلو اور حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی لاش دکھاؤ۔ پھر ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور دیگر شہداء کے کان ناک کاٹ کر انہیں لڑی میں پرو کر اُن کے کڑے، بازو بند اور پازیب بنائے اور انہیں پہن کر مکہ میں داخل ہوئی۔(۳۴)

ایک روایت کے مطابق سیّد الشّہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بطنِ مبارک چاک کر کے کلیجہ نکالنے کا فعلِ بد ہند زوجہ ابوسفیان نے انجام دیا چنانچہ علاّمہ عزّ الدّین بن اثیر نے ''اُسُد الغابة'' میں نقل کیا: جنگِ اُحد میں مشرکین نے تمام ہی شہداء کا مُثلہ کیا ماسواء حضرت حنظلہ بن ابو عامر راہب کے چونکہ اُن کا والد ابو عامر اِس جنگ میں مشرکین کا ہمنوا تھا تو اُس کی رعایت کرتے ہوئے مشرکین نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روک لیا، ھند اور اُس کی ساتھی عورتیں شہید مسلمانوں کے ناک، کان کاٹنے اور پیٹوں کو چیرنے میں مشغول ہوگئیں ھند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مبارک پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال لیا پھر اُسے چبا کر نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی پھر اُس نے کلیجہ اُگل دیا. نبی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ اُس

۳۳۔ سُبُل الهُدى، جماع أبواب المغازى إلخ، الباب الثّالث عشر فى غزوة أحد، ذكر خروج قريش من مكّة، ۴/۱۸۳

۳۴۔ إمتاع الأسماع، ۱/۱۶۶۔ أيضاً سُبُلُ الهُدى، جماع أبواب المغازى إلخ، الباب الثّالث عشر فى غزوة أحد، ذكر مقتل حمزة بن عبد المطّلب، ۴/۲۱۸

کے پیٹ میں چلا جاتا تو اُسے جہنم کی آگ نہ چھوتی۔(۳۵)

علاّمہ مقریزی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے لکھا: جب ہند نے انکار کیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نہیں چبا سکی تھی تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام فرما دیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گوشت کو چھو سکے۔(۳۷) (۳۸)

حُزنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بَر شہادتِ حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسدِ انور کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہوگیا پھر جب آپ نے اُس مُثلہ کو ملاحظہ فرمایا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا شدّتِ غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر حضرت صفیّہ نہ ہوتی تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یونہی رکھ چھوڑتا حتّٰی کہ اُنہیں پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے جمع کیا

۳۵۔ الاستیعاب، ۱/۴۲۶۔ أیضاً أسد الغابة، ۱/۶۰۶

۳۷۔ إمتاع الأسماع، ۱/۱۶۶

۳۸۔ یاد رہے کہ سید الشُّہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد میں مسلمان ہوگئے، اسی طرح حضرت ابوسفیان اور اُن کی زوجہ حضرت ہند رضی اللہ عنہما بھی مسلمان ہوئے اور سب کا اسلام پر انتقال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیان کے گھر کو یہ شرف عطا کیا کہ جو شخص حضرت ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اُسے امان ہے، اس لئے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان حضرات کے بارے میں اپنی زبان کو روکے کیونکہ کئی لوگ ان حضرات کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرنے لگے ہیں، لہٰذا ایسے لوگوں کی نہ مجالس میں شامل ہوں، نہ اُن کی تقریر سنیں اور نہ ہی اُن کی تحریر پڑھیں کیونکہ یہ حضرت ابوسفیان، حضرت ہند اور حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم من جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہیں اور صحابہ کرام پر طعن کرنے والا کم از کم گمراہ تو ضرور ہوتا ہے، اُس کی محبت وصحبت مُضرّ ہے، ہمارے اسلاف گمراہ سے کوئی حدیث شریف یا قرآن کی کوئی آیت سُننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ محمد عطاء اللہ نعیمی

جاتا۔ (حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں)۔(۳۹)

امام ابوعمر یوسف قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مزید لکھا کہ اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حمزہ سیّد الشُّہداء ہیں''. ایک روایت کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حَمزَۃُ خَیرُ الشُّھَدَاءِ حمزہ بہترین شہید ہیں''۔(۴۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مُثلہ کا حال سُنا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا تو شدّتِ غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہوگئی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئے گئے مُثلہ کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود رفتہ ہوگئے۔(۴۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ ہوگئے اور فرمایا: اگر مجھے ان مُشرکوں پر غلبہ حاصل ہوا تو میں اُن میں کے ستّر اَفراد کا مُثلہ کرونگا۔

ہوا حمزہ کی میت پر گزر شان رسالت کا
تأثر دیدنی تھا مہرِ تاباں کی جلالت کا

تب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ○ وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ الآیة (۴۲)

ترجمہ: اور اگر تم سزا دو، تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہونچائی تھی۔ اور اگر تم صبر کرو، تو بیشک صبر والوں کا صبر سب سے اچھا اور اے محبوب! تم صبر کرو، اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (کنزالایمان)

۳۹۔ أُسد الغابة، ۱/۶۰۶۔ أیضاً معرفة الصّحابة، ۲/۲۲

۴۰۔ الاستیعاب، ۱/۴۲۵

۴۱۔ معرفة الصّحابة، ۲/۲۱۔ أیضاً أُسد الغابة، ۱/۶۰۶

۴۲۔ النحل: ۱۶/۱۲۶، ۱۲۷

ابو نُعیم اصفہانی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے مزید لکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اِس آیتِ کریمہ کے نُزول کے بعد صبر فرمایا اور اپنی قسم کا کفّارہ ادا فرمایا، اور جو ارادہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اُس سے رُک رہے۔(٤٣)

''اُسدُ الغابۃ'' میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے تھے آپ کی نعش مبارک کے ساتھ مُثلہ کیا جاچکا تھا نبی کریم ﷺ کے قلبِ اَقدس کو اِس سے بڑھ کر غمزدہ اور تکلیف میں ڈالنے والا معاملہ پہلے نہ گزرا تھا آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مُخاطَب کرتے ہوئے فرمایا: اے چچا جان! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے بلاشبہ آپ خوب صلہ رحمی کرنے والے اور کثرت سے نیکیاں کرنے والے تھے۔(٤٤)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ دافعِ بلاء

امامِ اہلسنّت نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے پر فرمایا:

"يَا حَمْزَةُ! يَا كَاشِفَ الْكُرُبَاتِ! يَا حَمْزَةُ! يَا ذَابُّ عَن وَّجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ!"

اے حمزہ! اے دافعِ بلاء! اے چہرۂ رسول سے دشمنوں کو دفع کرنے والے!۔(٤٥)

سیّد الشُّہد اء کی لاش مبارک کی تلاش

''سُبُلُ الھُدی'' میں ہے: نبی کریم ﷺ بار بار استفسار فرماتے: ''میرے چچا کا کیا ہوا؟'' چنانچہ حارث بن الصمّہ رضی اللہ عنہ اُن کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دیر تک

٤٣ـ معرفة الصّحابة، ٢/٢٢ـ أيضاً الاستيعاب، ١/٤٢٦

٤٤ـ الإصابة، ١/٥٢٨ـ أيضاً معرفة الصّحابة، ٢/٢٢ـ أيضاًالاستيعاب، ١/٤٢٦

٤٥ـ فتاوى رضويّة، ٢٩/٢٥٦

ڈھونڈتے رہنے کے باوجود آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش نہ کر سکے اُن کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش کے لیے روانہ ہوئے اور وسطِ وادی میں آپ کے جسمِ اطہر کو خون سے تر بتر حالت میں دیکھا لوٹ کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں خبر دی نبی کریم ﷺ خود تشریف لے گئے آپ کا مُثلہ کردہ جسمِ مبارک دیکھ کر آنسو بہہ نکلے، قلبِ مصطفیٰ ﷺ کو اِس سے زیادہ غمناک کرنے والا کوئی دوسرا منظر نہ تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ جنگ سے فارغ ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ کو حمزہ نظر نہیں آئے استفسار کیا، تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے بَوقتِ جنگ انہیں اُن چٹانوں کے پاس دیکھا تھا اُس وقت اُن کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے: ''میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا شیر ہوں۔ اے اللہ عزّ وجل یہ مشرکین جو کارہائے سیاہ انجام دے رہے ہیں میں اُس سے بیزار ہوں اور مسلمانوں کے پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر معذرت خواہ ہوں۔'' حضور ﷺ اُن چٹانوں کے پاس پہنچے تو آپ کی مُثلہ کردہ لاش دیکھ کر رونے لگے حتیٰ کہ ہچکی بندھ گئی پھر آپ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جیسا کہ مجھے آپ کے بارے میں علم ہے اُس کے مطابق آپ باکثرت بھلائیاں کرنے والے اور خوب صلہ رحمی کرنے والے تھے اگر صفیہ یا ہماری عورتوں کے غمزدہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اِن کے جسم کو یوں ہی رکھ چھوڑتا حتیٰ کہ اِن کا حشر پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے ہوتا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مبارک ہو! حضرت جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حاضر ہو کہ مجھے خبر دی ہے کہ ساتوں آسمانوں میں حمزہ کو لکھ دیا گیا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطّلب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے شیر ہیں''۔ پھر فرمایا اگر مجھے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا تو میں اُن میں کے ستر افراد کا مثلہ کروں گا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ۝﴾ الآية (٤٦)

ترجمہ: اور اگر تم سزا دو، تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو، تو بیشک صبر والوں کا صبر سب سے اچھا۔ (کنزالایمان)

حسبِ حکمِ الٰہی حضورِ اکرم نورِ مجسّم ﷺ نے صبر اختیار فرمایا، اور اپنے سابقہ ارادے پر عمل کرنے سے رُکے رہے۔ (٤٧)

فرشتوں نے غسل دیا

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بوقتِ شہادت حالتِ جنابت میں تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انہیں فرشتوں نے غسل دیا ہے۔''

حضرت حسن سے مُرسلاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو غسل دے رہے تھے۔'' (٤٨)

پہلے خوش نصیب شہید

حضرت ابواحمد عسکری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شہید ہیں جن کا نمازِ جنازہ رسولِ اکرم ﷺ نے پڑھا۔ (٤٩)

٤٦۔ النحل: ١٦/ ١٢٦، ١٢٧

٤٧۔ سُبُلُ الهُدى، جماع أبواب المغازي إلخ، الباب الثّالث عشر فى غزوة أحد، ذكر طلب المسلمين قتلاهم، ٢٢٢/٤، ٢٢٣۔ أيضاً معرفة الصّحابة، ٢٢/٢

٤٨۔ سُبُلُ الهُدى، جماع أبواب المغازي إلخ، الباب الثّالث عشر فى غزوة أحد، ذكر طلب المسلمين قتلاهم، ٢٢٤/٤

٤٩۔ أسد الغابة، ٦٠٧/١

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جس کسی جنازے پر تکبیر کہتے تو اُس پر چار بار تکبیر کہتے اور آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستّر بار تکبیر کہی۔ (٥٠)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھی تو سات تکبیرات کہیں پھر جس شہید کو بھی لایا گیا اُس کے ساتھ نبی پاک ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی نمازِ جنازہ پڑھی حتّٰی کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بہتّر بار نمازِ جنازہ پڑھی۔ (٥١)

تدفینِ سید الشہداء

بعض مسلمانوں نے اپنے شہداء کو مدینۂ منوّرہ میں دَفنانے کے غرض سے اُٹھا لیا تو حضورِ اکرم ﷺ نے اِس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''جس جگہ انہیں شہید کیا گیا ہے انہیں وہیں دفناؤ''۔

غزوۂ اُحد میں شہید افراد میں سے دو، دو کو ایک قبر میں دفنایا جا رہا تھا حضور ﷺ کا حکم تھا جسے قرآن زیادہ یاد ہو اُس شہید کو لحد میں مقدم رکھو۔

شہیدوں میں نبی کے یوں تو سب یارانِ ہمدم تھا
جنہیں قرآن زیادہ یاد تھا اس دَم مقدم تھے
نبی نے اس طرح ستر خزانے دفن فرمائے
کہ اک اک قبر میں دو دو یگانے دفن فرمائے

حضورِ اکرم ﷺ نے اُنہیں اُن کے خون کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا اور

٥٠۔ معرفة الصّحابة، ٢٠/٢۔ أيضاً أسد الغابة، ٦٠٧/١

٥١۔ أسد الغابة، ٦٠٧/١

اُنہیں غسل نہیں دیا اور فرمایا: ''قیامت کے دن میں اِن کا گواہ ہوں اور حضرت سیّد الشُّہد اء کو ایک چادر میں کفن دیا گیا تھا وہ چادر لمبائی میں اتنی کم تھی کہ چہرے کو ڈھانپا جاتا تو پیر کُھل جاتے اور پیروں کو ڈھانکا جاتا تو چہرے سے چادر ہٹ جاتی پس آپ کے چہرے کو ڈھانپ دیا گیا اور پیروں کو ڈھانپنے کے لیے اِذْخَر نامی گھاس رکھ دی گئی۔(۵۲)

بقول حفیظ جالندھری۔

شہادت کا مبشِّر شاہدِ حالِ شہیداں تھا
کہ چادر تک نہ پوری زمانہ ننگ داماں تھا
تھے خون و خاک ہی ملبوس اجسامِ شہیداں کے
گیاہِ خشک نے حکمِ نبی سے ان کے تن ڈھانکے

بوقتِ شہادت عمر

امام ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمہ نے لکھا: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت عمر چوّن ۵۴ سال تھی. جب کہ ابوعمر یوسف قرطبی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ بَوَقتِ شہادت سیّد الشُّہد اء کی عمر انسٹھ (۵۹) سال کی تھی اور آپ کی شہادت کا یہ دلخراش واقعہ ہجرت کے بتیس (۳۲) ماہ کے بعد رونما ہوا۔(۵۳)

اُحد سے واپسی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر سمیت موَکبِ بنی عبدالاشْہَل کی بستی پہنچے تو دیکھا کہ اُس قبیلہ کے اَفراد اپنے شُہد اء پر آنسو بہا رہے تھے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: ''حضرت حمزہ پر کوئی آنسو بہانے والا نہیں۔''

۵۲۔ معرفة الصّحابة، ۲/۲۱۔ أیضاً الاستیعاب، ۱/۴۲۵۔ أیضاً أسد الغابة، ۱/۶۰۸

۵۳۔ معرفة الصّحابة، ۲/۲۰۔ أیضاًالاستیعاب، ۱/۴۲۵۔ أیضاً أسد الغابة، ۱/۶۰۷

الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب کی ادائیگی کے لیے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد کے کاندھوں پر ٹیک لگائے تشریف لائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر دوبارہ کاشانۂ اقدس میں چلے گئے پھر حضرت سعد بن معاذ اپنے قبیلہ کی طرف گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی غرض سے اپنے قبیلہ کی عورتوں کو جمع کر لائے مغرب سے لے کر عشاء تک یہ خواتین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آنسو بہاتی رہیں. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاشانۂ اقدس میں آرام فرما تھے نمازِ عشاء کے لیے تشریف لائے تو طبیعتِ مبارکہ میں اِفاقہ تھا بغیر کسی سہارے کے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ اقدس تک آئے تو آپ نے رونے کی آواز سنی: ارشاد فرمایا: ''یہ رونا کیسا ہے؟'' عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انصار کی عورتیں ہیں جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر رو رہی ہیں یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دیتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ تم سے بھی راضی ہو جائے اور تمہاری اولاد سے بھی راضی ہو جائے.'' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو گھر جانے کا حکم فرمایا۔

ایک روایت میں ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے کہ رونے کی آواز سے آپ بیدار ہو گئے ملاحظہ فرمایا کہ عورتیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر رو رہیں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی اور اُن کے مردوں سے فرمایا: انہیں حکم دو کہ اپنے گھروں کو جائیں اور آج کے بعد کسی فوت ہونے والے پر (بلند آواز سے) سے نہ روئیں۔ (۵۴) (۵۵)

۵۴۔ سُبُل الهُدی، جماع أبواب المغازی إلخ، الباب الثّالث عشر فی غزوة أحد، ذکر رحیل النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم إلی المدینة، ۴/۲۲۸ تا ۲۳۰ ملخصًا

۵۵۔ یادرہے کہ میت پر رونے کے بارے میں آخر امر اس پر ٹھہرا کہ باآواز رونے سے منع کرایا گیا جیسا کہ ''صحیح بخاری'' کے کتاب الجنائز میں حدیث شریف ہے کہ ''جس نے رُخسار پیٹے، اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی پکار پکاری وہ ہم میں سے نہیں'' اسی طرح اور احادیث مبارکہ بھی اس ممانعت پر دال ہیں اور بلا آواز رونے کی ممانعت نہیں ہے۔محمد عطاء اللہ نعیمی

مناقبِ سیّد الشّہداء بزبانِ صحابہ علیہم الرّضوان

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بالخصوص اور دیگر شہداءِ اُحد کی یاد میں بالعموم متعدّد صحابۂ کرام نے قصائد کہے ہم اُن قصائد میں سے منتخب اشعار جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت پر دلالت کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں۔فنقولُ و باللّٰہ التّوفیقِ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا حَمْزُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَنْسَاكَ مَا صُرَّ اللَّقَائِحُ

لِمُنَاخِ أَيْتَامٍ وَ أَضْيَافٍ وَ أَرْمِلَةٍ تُلَامِحُ

اے حمزہ! خُدا عزَّ وجلَّ کی قسم! ہم تمہیں اُس وقت نہیں بھولینگے جب تک دودھ والی اونٹنی کے تھنوں کو باندھا جاتا رہے گا تم یتیموں ،مہمانوں اور بیواؤں کے مددگار تھے وہ کن اَکھیوں سے (مدد کے لیے) تمہیں دیکھتے رہتے تھے۔

وَ لِمَا يَنُوبُ الدَّهْرُ فِي حَرْبٍ لِحَرْبٍ وَ هِيَ لَاقِحٌ

يَا فَارِسًا يَا مُدْرِهًا يَا حَمْزُ قَدْ كُنْتَ الْمُصَامِحُ

جب اہلِ زمانہ جنگ میں ہوتے اور جنگ زوروں پر ہوتی تو اے شہ سوار! اے نگہبان! اے حمزہ! تم نگہبانی وحفاظت کرنے والے ہوتے۔تم ہم سے سخت ترین اُمور کودُور کرنے والے تھے۔

عَنَّا شَدِيْدَاتِ الْأُمُوْرِ إِذَا يَنُوْبُ لَهُنَّ فَادِحٌ

ذَكَّرْتَنِيْ أَسَدَ الرَّسُوْلِ وَ ذَاكَ مِدْرَهُنَا الْمُنَافِحُ

جب کبھی بڑا اَمر سر پر آتا تو میں تمہیں اَسَدُ الرّسول کہہ کر پکارتا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہمارے لیے جائے پناہ تھے ہماری مدافعت کرنے والے تھے۔ (٥٦)

٥٦۔ سُبُلُ الهُدی،جماع أبواب المغازی إلخ، الباب الثّالث عشر فی غزوة أحد، ذکر بعض ماقاله المسلمون من الشّعر فی غزوة أحد، ٤/٢٣٥،٢٣٦

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یہ اشعار کہے:

بَكَتْ عَيْنِيْ وَحُقَّ لَهَا بُكَاهَا وَ مَا يُغْنِي الْبُكَاءُ وَلَا الْعَوِيْلُ

میری آنکھیں رو رہی ہیں اور انہیں رونا بھی چاہیے یہ رونا اور آہ و زاری کرنا ہمیں فائدہ نہ دے گا۔

عَلٰى أَسَدِ الْإِلٰهِ غَدَاةَ قَالُوْا أَ حَمْزَةُ ذَاكُم الرَّجُلُ الْقَتِيْلُ

ہم شیرِ خُدا کی شہادت پر گریہ کُناں ہیں لوگ کہتے ہیں کیا حمزہ وہ عظیم مرد جنہیں شہید کیا گیا ہے۔

أُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهِ جَمِيْعًا هُنَاكَ وَقَدْأُصِيْبَ بِهِ الرَّسُوْلُ

اُن کی شہادت کا صدمہ یہاں موجود تمام مسلمانوں کو ہے خود رسول اللہ ﷺ بھی صدمہ میں ہیں۔

أَبَا يَعْلٰى لَكَ الْأَرْكَانُ هُدَّتْ وَأَنْتَ الْمَاجِدُ الْبَرُّ الْوَصُوْلُ

اے ابو یعلی! آپ مسلمانوں کے لیے ایک ستون کی حیثیت رکھتے تھے جو اَب منہدم ہوگیا آپ بزرگی ومرتبہ والے، نیکوکار، صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

عَلَيْكَ سَلَامُ رَبِّكَ فِي جَنَانٍ مُخْلِطُهَا نَعِيْمٌ لَايَزُوْلُ

جنت میں آپ کے ربّ عزَّ وجلَّ کا آپ کوسلام نصیب ہو آپ فناء نہ ہونے والی نعمتوں کوحاصل کرنے والے ہیں۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جو اشعار کہے اُن میں سے بعض یہ ہیں:

أَتَعْرِفُ الدَّارَ عَفَا رَسْمَهَا بَعْدَكَ صَوْبُ الْمُسْبِلِ الْهَاطِلِ

کیا تم اس مکان کو جانتے ہو جس کے آثار مٹا دیئے گئے ،تمہارے بعد موسلادھار بارش نے۔

بَيْنَ السَّرَادِيحِ فَأُدْمَانَةٍ   فَمَدْفَعِ الرَّوْحَاءِ فِي حَائِلِ

وہ مکان جو وادیوں کے درمیان تھا مقامِ اُدْمَانۃ اور مقامِ رَوْحاء کے نشیبی علاقے میں حائل نامی پہاڑ کے پاس۔

سَائَلْتُهَا عَنْ ذَاكَ فَاسْتَعْجَمَتْ   لَمْ تَدْرِ مَا مَرْجُوعَةُ السَّائِلِ

میں نے اُس مقام سے بھی سوال کیا لیکن اُس سے جواب نہ بن پڑا اُسے معلوم نہیں کہ وہ سائل کو کیا جواب دے۔

دَعْ عَنْكَ دَارًا قَدْ عَفَا رَسْمُهَا   وَابْكِ عَلىٰ حَمْزَةَ ذِي النَّائِلِ

اُس گھر کا قصّہ چھوڑو جس کے آثار مٹ چکے اب حضرت حمزہ پر آنسو بہاؤ جو صاحبِ فضیلت تھے۔

اَظْلَمَتِ الْاَرْضُ لِفِقْدَانِهِ   وَ اسْوَدَّ نُوْرُ الْقَمَرِ النَّاصِلِ

حضرت حمزہ کی شہادت سے زمین اندھیری ہوگئی بادلوں کی اَوٹ سے نکلتے چاند کی روشنی بجھ گئی

صَلّىٰ عَلَيْهِ اللّٰهُ فِي جَنَّةٍ   عَالِيَةٍ مُكْرَمَةِ الدَّاخِلِ

اللہ تعالیٰ جنّتِ عالی میں اُن پر رحمت کرے اور جنّت میں اُن کا داخلہ پورے اِعزاز اور اِکرام سے ہو۔

كُنَّا نَرٰى حَمْزَةَ حِرْزًا لَنَا   مِنْ كُلِّ اَمْرٍ نَابَنَا نَازِلِ

ہم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنے لیے ڈھال سمجھتے تھے آنے والی ہر ہر مصیبت سے۔

وَكَانَ فِي الْاِسْلَامِ ذَاتُدْرَا   يَكْفِيكَ فَقْدُ الْقَاعِدِ الْخَاذِلِ

وہ اہلِ اسلام کے محافظ تھے دشمنوں کو رُسواء کرنے والے قائد کی شہادت بطورِ غم کافی ہے۔(۵۷)

۵۷۔ سُبُلُ الهُدیٰ، جماع أبواب المغازی إلخ، الباب الثّالث عشر فی غزوة أحد، ذکر بعض ما قاله المسلمون من الشّعر فی غزوة أحد، ۲۳۸/٤

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جو قصیدہ لکھا اُس کے بعض اشعار یہ ہیں:

وَلَقَدْ هُدِدْتُّ لِفَقْدِ حَمْزَةَ هُدَّةً   ظَلَّتْ بَنَاتُ الْجَوفِ مِنْهَا تَرْعَدُ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اُن کی شہادت سے میرا باطن (دل) لرز اُٹھا۔

وَ لَوْ اَنَّهٗ فُجِعَتْ حِرَاءُ بِمِثْلِهِ   لَرَأَيْتُ رَأْسِي صَخْرِهَا يَتَبَدَّدُ

جیسا سلوک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا اگر وہ حراء نامی پہاڑ کے ساتھ کیا جاتا تو وہ اس کی مضبوط چٹانیں بھی اس سے جُدا ہو جاتیں۔

عَمُّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَصَفِيُّهٗ   وَرَدَ الْحِمَامُ فَطَابَ ذَاكَ الْمَوْرِدُ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے چچا جان اور آپ کے پسندیدہ ساتھی تھے آپ موت کے فیصلہ تک پہنچ گئے اور آپ کی موت کتنی قابلِ رشک ہے۔(۵۸)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت صفیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعض اشعار یہ ہیں:

أَسَائِلَةٌ أَصْحَابُ أُحُدٍ مَخَافَةَ   بَنَاتُ أَبِي مِنْ اَعْجَمٍ وَخَبِيْرِ

کیا میں اصحابِ اُحد میں سے کسی عجمی اور کسی جاننے والے سے اپنی بہنوں سے چھپتے ہوئے سوال کروں۔

فَقَالَ خَبِيرٌ:أَنَّ حَمْزَةَ قَدْ ثَوَى   وَزِيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرُ وَزِيْرِ

تو جاننے والے نے تو یہ کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے وزیر تھے اور بہترین وزیر تھے واصل بحق ہو گئے۔

دَعَاهُ اِلٰهُ الْخَلْقِ ذُوالْعَرْشِ دَعْوَةً   إِلىٰ جَنَّةٍ يَحْيَا بِهَا وَسُرُوْرِ

۵۸۔ سُبُلُ الهُدیٰ، جماع أبواب المغازی إلخ،الباب الثّالث عشر فی غزوة أحد، ذکر بعض ما قاله المسلمون من الشّعر فی غزوة أحد ۲۳۹/٤

عرش کے مالک، لوگوں کے معبود نے انہیں اپنی جنت کی طرف بلایا
اب وہ جنت میں مسرور ہیں۔

فَذٰلِكَ مَاكُنَّا نُرَجِّیُ ونُرْتَجِی لِحَمْزَةَ يَوْمَ الْحَشْرِ خَيْرَ مَصِيرِ

ہم قیامت کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے اُسی بہترین مقام کی اُمید وتمنا رکھتے ہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَاأَنْسَاكَ مَاهَبَّتِ الصَّبَا بُكَاءً وَ حُزْنًا مَحْضَرِیْ وَمُيَسَّرِی

خُدا عزّ وجلّ کی قسم! جب تک بادِ صبا چلتی رہے گی میں تمہیں فراموش نہ کر پاؤں گی سفر واقامت میں میرے آنسو اور میرا غم میرے ساتھ رہے گا۔

عَلٰی أَسَدِ اللّٰهِ الَّذِی كَانَ مِدْرَهَا يَذُوْدُ عَنِ الْإِسْلَامِ كُلَّ كَفُوْرِ

(یہ میرا غم وحُزن) اسدُ اللہ کی شہادت پر ہے جو کہ اہلِ اسلام کے لیے مضبوط آڑ تھے وہ ہر کافر کے شر کو اسلام سے دُور کیا کرتے تھے۔(۵۹)

حضرت وحشی کا قبولِ اسلام

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح قتل کیا اِس کا ذکر تو آپ حضرت وَحشی رضی اللہ عنہ کی زبانی سُن چکے. اب یہ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا سبب کیا ہوا؟ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا میرا مقصد تھا جسے میں حاصل کر چکا تھا مجھے اُس جنگ میں دلچسپی نہیں تھی جنگ زور پر تھی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر بیٹھ گیا جب جنگ کا اختتام ہوا تو میں بھی اپنے مالک کے ساتھ مکّہ چلا گیا جب مکّہ پہنچا تو حسبِ وعدہ مجھے آزاد کر دیا گیا میں

۵۹۔ سُبُلُ الھُدی، جماع أبواب المغازی إلخ، الباب الثّالث عشر فی غزوة أحد، ذکر بعض ما قاله المسلمون من الشّعر فی غزوة أحد، ۲۳۹/٤

نے مکّہ ہی میں سکونت اختیار کر لی پھر جب مکّہ فتح ہوا تو میں بھاگ کر طائف آ گیا اور وہیں رہائش اختیار کر لی پھر جب اہلِ طائف بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام قبول کرنے کے لیے جانے لگے تو مجھے اپنے لیے تمام راستے بند نظر آنے لگے میں نے سوچا کہ یمن یا شام یا کسی دوسرے شہر چلا جاتا ہوں میں اِسی تذبذب کے عالم میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا: پریشان مت ہو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کو قتل نہیں کرتے جو اُن کے دین میں داخل ہو جائے اُس شخص کی یہ بات سُن کر میں طائف سے مدینہ آیا اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

ایک روایت میں ہے: جب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ مدینے پہنچے تو لوگوں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وحشی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دو! میرے نزدیک ہزار کافر قتل کرنے سے ایک کافر کا ایمان لے آنا زیادہ پسندیدہ ہے۔''

حضرت وحشی کہتے ہیں: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی قریب ہو گیا پھر میں نے کلمۂ شہادت پڑھا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حیرت سے دیکھ کر فرمایا: ''تم وحشی ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سُن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹھ جاؤ! اور مجھے بتاؤ کہ تم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح شہید کیا؟'' میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا جب میں واقعہ بیان کر چکا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو اپنا چہرہ مجھ سے چھپائے رہنا مجھے نظر نہ آنا۔''

ایک روایت میں ہے: حضرت وحشی کہتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعائے مغفرت کیجیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار زمین پر آب بینی فرمائی پھر تین بار میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے وحشی! جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ تم قتال کرتے ہو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے نہ رُکنا''۔

حضرت وحشی کا بیان ہے: میں نے حضور اکرم ﷺ کے حکم کے پیشِ نظر حضور اکرم ﷺ کے سامنے آنے سے اِجتِناب کرتا حتّٰی کہ حضور اکرم ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ جب مسلمان جھوٹے مدعی نبوت مُسَیْلَمَہ کذّاب کی سرکوبی کے لیے نکلے تو میں بھی اُن کے ساتھ ہولیا، میرے پاس میرا وہی حربہ (چھوٹا نیزہ) تھا جس سے میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، جنگ شروع ہوگئی میں نے دیکھا کہ مُسَیْلَمَہ کذّاب اپنے ہاتھ میں تلوار لئے کھڑا ہے پس میں اپنا نیزہ تولنے لگا دوسری جانب ایک انصاری صحابی اُس پر وار کرنے کے لیے پر تول رہے تھے ہم دونوں کا شکار مُسَیْلَمَہ کذّاب تھا میں نے اپنے نیزے کو سنبھالا جب میں نشانے سے مطمئن ہوگیا تو میں نے نیزہ اُسے کھینچ مارا وہ نیزہ اس میں پیوست ہوگیا اسی اثناء میں انصاری صحابی نے بھی اپنی تلوار کا زور دار وار اس پر کیا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے اُسے کس نے قتل کیا. ہاں! اگر میں اُسے قتل کرنے میں کامیاب ہوا تو پھر میں نے ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے تو دوسری طرف میں نے بدترین آدمی کو بھی واصلِ جہنّم کیا ہے۔(٦٠)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

حضرت حمزہ بن عبدالمطَّلِب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِس دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو! اے اللہ عزَّ وجلّ! میں تجھے تیرے عظیم ترین نام کا اور تیری سب سے بڑی رضا کا سوال کرتا ہوں''۔(٦١)

امام ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث پاک بھی بیان کی: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

٦٠۔ سُبُلُ الهُدى،جماع أبواب المغازى إلخ، الباب الثّالث عشر فى غزوة أحد، ذكر مقتل حمزة بن عبد المطّلب، ٢١٧/٤، ٢١٨

٦١۔ أسد الغابة، ٦٠٨/١۔ أيضاً معرفة الصّحابة، ٢٢/٢

ایک دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے لیکن آپ نے انہیں وہاں نہیں پایا تو اُن کی زوجہ محترمہ سے اُن کی بابت دریافت کیا۔ اُن کی زوجہ قبیلہ بنو نجّار سے تھیں، انہوں نے عرض کیا: میرے والد حضور ﷺ پر قربان ہوں! وہ ابھی ابھی آپ ﷺ ہی کی طرف گئے ہیں میرے خیال میں بنی نجّار کی گلیوں میں انہوں نے آپ کی زیارت نہیں کی. یا رسول اللہ ﷺ! آپ اندر تشریف نہیں لائیں گے؟ پھر رسول اکرم ﷺ اندر تشریف لائے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہریسہ پیش کیا گیا جسے آپ نے تناول فرمایا. پھر بی بی صاحبہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بہت بہت مبارک ہو! مجھے ابوعمارہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کو جنت میں ایک نہر عطا کی گئی ہے جس کا نام ''کوثر'' ہے. حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اور اُس کا صحن یاقوت، مرجان، زبرجد اور موتی کا ہے۔ بی بی صاحبہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ خود مجھ سے اپنے حَوض کا وصف بیان فرمائیں کہ میں آپ کی زبانی اُس حوض کے حالات کو سنوں. ارشاد فرمایا: اُس حوض کی لمبائی مقامِ اِیْلَہ اور مقامِ صُنعَاء کے درمیانی فاصلے جتنی ہے۔ اُس میں ستاروں کی تعداد کی مثل آبخورے ہیں۔ اور اے بنتِ فہد! اُس حوض پر آنے والے افراد میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تمہاری قوم یعنی انصار ہیں۔(٦٢)

کراماتِ سیّد الشّہد اء رضی اللہ عنہ

ابوعمّار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ وہ انہیں جبریل امین کی زیارت کروادیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آپ انہیں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، جب انہوں نے اصرار کیا تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا: اپنی جگہ پر بیٹھ جایئے، پس جبریل امین نے اس لکڑی پر نزول فرمایا جس پر بوقتِ طواف مشرک اپنے کپڑے رکھا کرتے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا: نگاہ اٹھا کر

٦٢۔ معرفة الصّحابة، ٢٢/٢

دیکھ لیجئے، حضرت حمزہ نے جبریل امین کے قدموں کو دیکھا کہ وہ سبز زبرجد کی مثل ہیں آپ تاب نہ لا سکے اور بیہوش ہو گئے۔(٦٣)

جسم کا صحیح سلامت ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس دن میدانِ اُحد میں چشمہ کھودا تو بعض شہداءِ اُحد کی قبریں کُھل گئیں جنہیں دیکھ کر ہماری آوازیں بلند ہو گئیں ہم نے دیکھا کہ شہداءِ اُحد بالکل تروتازہ تھے اور اُن کے جسم میں خون کی روانی ہوتی نظر آتی تھی۔

حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کسی شخص کا پھاوڑا حضرت حمزہ کے پاؤں پر لگ گیا تو حضرت حمزہ کے مبارک پیر سے خون نکلنے لگا۔(٦٤)

سیِّد الشُّہداء رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب عطا فرمایا

امام بیہقی نے روایت کیا: حضرت فاطمہ خُزاعیہ بیان کرتی ہیں: میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی اور مزار پر جا کر عرض کیا: اے عمِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رضی اللہ عنہ پر سلام ہو! میں نے مزار اقدس سے آواز آتی سنی: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ۔(٦٥)

''الباقيات الصالحات'' کے مؤلّف علّامہ محمود کُردی نے اپنی اس کتاب میں لکھا: میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوا جب قبر اقدس پر کھڑے سلام عرض کیا، تو میں نے واضح طور مزار سے سلام کا جواب سُنا نیز میں نے سُنا صاحبِ مزار کہہ رہے تھے کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا تم اُس کا نام حمزہ رکھنا۔ خُدا کی قدرت میرے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی حسبِ حکم میں نے اُس کا نام حمزہ

٦٣۔ الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، طبقات البدر من المهاجرين، ٤٩/٢

٦٤۔ الإصابة، ٥٢٩/١۔ أسد الغابة، ٦٠٨/١

٦٥۔ جامع كرامات الأولياء، ١٠٨/١

رکھا۔(٦٦)

امام اہلسنّت نے نقل فرمایا: امام بیہقی نے ہاشم بن محمد عمری سے روایت کی: مجھے میرے باپ مدینۂ طیّبہ سے زیارتِ قبورِ اُحد کو لے گئے، جمعہ کا روز تھا، صبح ہو چکی تھی آفتاب نہ نکلا تھا میں اپنے باپ کے پیچھے تھا جب مقابر کے پاس پہنچے، انہوں نے بآوازِ بلند کہا: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَاصَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ جواب آیا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَبَا عَبْدَ اللّٰهِ! باپ نے میری طرف مُڑ کر دیکھا، اور کہا کہ اے میرے بیٹے! تو نے جواب دیا؟ میں نے کہا: نہ! اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور کلامِ مذکور کا اعادہ کیا دوبارہ ویسا ہی جواب ملا سہ بار کیا پھر وہی جواب ہوا میرے باپ اللہ تعالی کے حضور سجدے میں گر پڑے۔

ابنِ ابی دنیا اور بیہقی نے ''دلائل'' میں اُنہیں عطاف مخزومی کی خالہ سے راوی: ایک دن میں نے قبرِ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس نماز پڑھی اُس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام ونشان نہ تھا، بعدِ نماز مزارِ مطہر پر سلام کیا، جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا: جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں اُسے پہچانتا ہوں جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالی نے مجھے پیدا کیا اور جس طرح رات و دن کو پہچانتا ہوں۔(٦٧)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مشکل کُشائی

علّامہ سیّد جعفر برزنجی نے اپنی کتاب: ''جالیةالکرب باصحاب سیّد العجم والعرب صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم'' میں علّامہ حموی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھا: علّامہ شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبدالغنی نے فرمایا: قحط کا سال تھا میں بارادۂ حج اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر حرم کی طرف روانہ ہو گیا. ہم مکّۂ مکرّمہ پہنچ گئے حج سے فارغ ہو کر ہم نے مدینۂ منوّرہ کا قصد

٦٦۔ جامع كرامات الأولياء، ١٠٨/١

٦٧۔ فتاوی رضويه ٧٢٣/٩

کیا مدینہ طیّبہ پہنچے ہی تھے کہ اونٹ مر گئے .ہمارے پاس کچھ نقدی نہیں تھی کہ اونٹ خرید سکتے اور نہ ہی ہم سواری کرائے پر لینے کی طاقت رکھتے تھے ۔اِس تنگدستی کے عالَم میں، میں حضرت صفیّ الدّین قشاشی قدّس سرّہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں سارا حال بتا دیا اور یہ بھی عرض کیا کہ مالی آسودگی ہونے تک میں مدینہ طیبہ میں ہی رُکنا چاہتا ہوں ۔میری باتیں سُن کچھ دیر وہ خاموش رہے، پھر فرمایا: تم سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دو، جتنا ہوسکے وہاں قرآن پاک کی تلاوت کرو، پھر اپنا تمام حال اُن سے عرض کردو.حسبِ حکم میں بَوقتِ چاشت حضرت حمزہ کے مزار پر حاضر ہوگیا اور حضرت صفیّ الدّین قشاشی قدس سرّہ کے فرمان کے مطابق قرآنِ پاک کی تلاوت کی پھر اپنا تمام حال عرض کردیا اور ظہر سے قبل وہاں سے واپس آگیا باب الرحمت کی طرف موجود وضو خانہ سے وضو کرکے جب میں مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں اپنی والدہ کو پایا. مجھے آتا دیکھ کر فرمایا: ابھی ایک صاحب آئے تھے تمہارا پوچھ رہے تھے اُن سے جا کر مل لو.میں نے عرض کیا: وہ کہاں ملیں گے؟ فرمایا: حرمِ نبوی کے پیچھے کی طرف چلے جاؤ جب میں اُس سمت گیا اچانک میری نظر ایک صاحب پر پڑی جو انتہائی رُعب دار اور باوقار تھے ان کی داڑھی سفید تھی. مجھے دیکھ کر فرمایا: شیخ احمد مرحبا! میں نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم واپس مصر چلے جاؤ! میں نے عرض کیا: سیّدی ! کس طرح واپس جاؤں؟ فرمایا: چلو میں کسی سے کرائے کی سواری کروا دیتا ہوں .میں اُن کے ساتھ ہولیا وہ مجھے لیکر مصری حاجیوں کے خیموں کی طرف آئے اور مصریوں کے ایک خیمے میں داخل ہوگئے میں بھی اُن کے ساتھ خیمے میں داخل ہوگیا .انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کیا تو وہ فوراً تعظیمًا کھڑا ہوگیا اور آپ کی دست بوسی کی اور بے حد تعظیم کی.آپ نے فرمایا: یہ شیخ احمد ہے اِسے اور اِس کی والدہ کو مصر جانا ہے میں (شیخ احمد بن محمد) یہ بتاتا چلوں کہ اُس سال قحط اور گرمی کی وجہ سے بہت زیادہ اونٹ مرے تھے اونٹوں کی قلّت تھی او

ر اسی وجہ سے کرایہ بھی بہت زیادہ تھا.اُس مصری نے حامی بھر لی.آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لوگے؟ اُس نے عرض کیا: جو آپ دیں گے میں رکھ لوں گا۔آپ نے فرمایا اتنے روپے لے لینا.اُس نے بات مان لی.آپ نے اپنے پاس سے کرایہ کی اکثر مقدار ادا کردی پھر مجھ سے فرمایا: اے شیخ احمد! جاؤ اپنی والدہ اور اپنا سامان یہاں لے آؤ! میں اُٹھا اور والدہ اور سامان لے کر واپس آگیا.پھر اُن صاحب نے اُس مصری سے فرمایا: یہ لوگ باقی کرایہ تجھے مصر پہنچ کر دے دیں گے وہ اِس پر راضی ہوگیا پھر انہوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی اور اُسے میرے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی نصیحت کی پھر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

جب ہم مسجد شریف پہنچے تو حضرت نے فرمایا: تم میرے مسجد میں داخل ہونے کے کچھ دیر بعد داخل ہونا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو وہ مجھے نظر نہیں آئے، میں کافی دیر تک انہیں تلاش کرتا رہا لیکن وہ مجھے نہیں ملے .میں دوبارہ خیمہ میں اُس آدمی کے پاس آیا جسے انہوں نے کرایہ دیا تھا اور اُس سے حضرت کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ کہنے لگا: میں نہیں جانتا وہ کون تھے میں نے تو انہیں آج سے پہلے دیکھا بھی نہیں تھا.جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ شیخ احمد فرماتے ہیں: میں انہیں تلاش کرنے کی غرض سے دوبارہ گیا لیکن تلاش وبسیار کے باوجود وہ مجھے نہ مل سکے میں حضرت شیخ صفیّ الدّین احمد قشاقی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ کہہ سُنایا تب انہوں نے فرمایا: وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی روح پاک تھی جو جسمانی شکل میں تمہارے سامنے آئی تھی، میں لوٹ کر اُس آدمی کے پاس آیا جس کے ساتھ مجھے مصر جانا تھا اور دیگر حجّاج کے ساتھ میں بھی مصر روانہ ہوگیا دورانِ سفر اُس شخص نے میرا بہت زیادہ خیال رکھا بالعموم اس طرح کے لوگ سفر وحضر میں ایسا خیال کسی کا نہیں کیا کرتے یہ سب سیّد الشّہداء رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ (٦٩)

٦٩۔ جامع کرامات الاولیاء، ١/١٠٨، ١٠٩

زائروں کے محافظ سیّد الشّہداء رضی اللہ عنہ

علاّمہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبداللّطیف مالکی مدنی سے نقل کی فرماتے ہیں: میرے والد گرامی نے فرمایا: شیخ سعید بن ابراہیم کُردی علیہ الرحمہ جو کہ قطبِ وقت تھے سیّد الشُّہداء کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے بارہ رجب سے پہلے تشریف لے جاتے جبکہ اہلِ مدینہ کا معمول تھا کہ وہ بارہ رجب کو وہاں حاضری دیا کرتے شیخ سعید بن قطب ربّانی کا معمول تھا جب وہ آپ کے مزارِ پُرانوار کی زیارت کو جاتے تو بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سال ہم بھی آپ کے ساتھ زیارت کے لیے روانہ ہوئے جب مطلوبہ جگہ پہنچ گئے تو رات گزارنے کے دیوانِ سنود میں بیٹھ گئے جب رات کا اندھیرا پھیل گیا اور سب ساتھی سوگئے تو میں بطورِ محافظ وہاں بیٹھ گیا میں نے ایک سوار کو متعدّد بار وہاں کا چکر لگاتے دیکھا میں سُستی کی بناء پر نہیں اٹھا میں نے دل ہی دل میں کہا: اگر میں یونہی سُستی سے یہاں بیٹھا رہا تو کہیں غافل دیکھ کر یہ سوار کوئی نقصان نہ پہنچائے میں ہمّت کر کے اُٹھا اور اُس شہسوار سے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ اُس شہسوار نے کہا: تم میرے یہاں آئے ہو اور خوف کی بناء پر جاگ کر یہاں نگہبانی کر رہے ہو، مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ میں تمھاری حفاظت کے لیے یہاں موجود ہوں میرا نام حمزہ بن عبدالمطّلب ہے۔ یہ کہہ کر وہ میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئے۔(۷۰)

سیّدالشّہداء کی خیرخواہی

حضرت سیّدی (ضیاءالدّین) مدنی قبلہ قدّس سرّہ نے ایک مرتبہ شیخِ طریقت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (لالہ موسی، گجرات پنجاب) سے فرمایا کہ جب میں شروع میں مدینۂ منوّرہ آیا تو اُن دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات

۷۰۔ جامع کرامات الاولیاء، ۱/۱۰۹

دن فاقہ رہا، یہاں تک کہ میرے پاس پانی خریدنے کے لیے بھی پیسہ نہ تھا، آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہوگیا، ساتویں روز ایک پُر ہیبت بزرگ آئے اُن کے پاس تین مشکیزے تھے ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں، کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبّہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے اور کہا کہ یہ سب تمہارے لیے ہے پکاؤ اور کھاؤ یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے میں نے دل میں خیال کیا اُن بزرگ کو باہر دیکھوں اور کچھ تفصیل معلوم کروں میں نے فوراً دروازے سے باہر آکر دیکھا تو وہ غائب تھے۔ مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مولانا قدّس سرّہ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے خیال میں وہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا: میرے خیال میں وہ شاہِ دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے چچا سیّد الشّہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ مدینۂ منوّرہ کی وِلایت انہی کی سپرد ہے۔(۷۱)

کیس حل کروادیا

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت (ضیاء الدّین) مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اہلِ مدینۂ منوّرہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی مشکل پیش کرتے ہیں اور اُن سے عرض کرتے ہیں کہ آپ اپنے چہیتے بھتیجے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سفارش فرمائیں کہ وہ اپنی دُعا سے یہ مشکل حل فرمائیں، چنانچہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ اپنا ایک خانگی واقعہ بیان فرمایا کہ میری ایک عزیزہ کی اِراضی اور باؤلی (کنواں) تھی جس پر غیر مجاز اشخاص نے قبضہ کرلیا تھا۔ قاضیِ مدینہ کے پاس دعوی پیش کیا گیا ہے ان کی جواب دہی ہوئی کہ جس خاتون کے ذریعہ سے مدّعیہ اپنے آپ کو مالک بتاتی ہے وہ مُطلّقہ نہ تھی اور اُن کی طرف سے ایک جھوٹا تحریری طلاق نامہ بھی پیش کر دیا گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط ثبت تھے۔ اُس جھوٹے طلاق نامہ کی تردید ہمیں پیش کرنی تھی سب کو فکر تھی کہ اِس کی تردید کیسے کی جائے

۷۱۔ انوار قطب مدینہ، ص۲۲۲

.حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کے لیے مدینۂ منوّرہ سے پیدل چل دیا۔ مزارِ مبارک سے ذرا قریب مجھے ایک شخص ملا اُس نے مجھے سلام کیا، اور کہا: اے شیخ! میرے ہاں چل کر چائے پی لیجیے! میں نے اُس سے کہا کہ ابھی تو میں حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کے لیے جا رہا ہوں اِس لیے آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اُس نے کہا: خیر! واپسی میں تشریف لے آئیے! میں نے کہا: مجھے آپ کے گھر کا پتہ معلوم نہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ آپکی واپسی تک میں یہیں ٹھرا رہوں گا، چنانچہ جب میں مزارِ مبارک کی حاضری سے فارغ ہو کر واپس آیا تو وہ شخص میرے انتظار میں کھڑا تھا، میں اُس کے ساتھ چل دیا، جب اُس کے گھر پہنچا تو وہ مجھے ایک جگہ بٹھا کر ایک کمرہ میں داخل ہوا اور ایک چھوٹی سے ٹوکری وہاں سے اٹھا کر لے آیا جس میں بہت سے کاغذات بھرے ہوئے تھے، اُس شخص نے کہا: اِن کاغذات پر ایک نظر ڈال لیجیے یہ میرے والد کے زمانے کے کاغذات ہیں، مجھے پڑھنا نہیں آتا اگر کوئی کام کا کاغذ ہوا تو رکھ لوں گا ورنہ سب کو جلا دوں گا میں نے کہا ٹھیک ہے میں اتنی دیر انہیں دیکھتا ہوں میں نے سب سے پہلے جس کاغذ کو دیکھنے کے لیے اٹھایا وہ دو گواہوں کے بیانات کی باضابطہ نقل تھی جو انہوں نے قاضی کی عدالت میں دیئے تھے اور یہی دو گواہ تھے جن کے دستخط اس طلاق نامہ پر تھے اور یہ بیانات اس طلاق نامہ کے بعد کی تاریخ پر دیئے گئے تھے اور اِن بیانات میں اُس خاتون کو زوجہ تسلیم کیا گیا تھا. بہر حال ان بیانات کی وجہ سے وہ طلاق نامہ جھوٹا ثابت ہوا اور ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔ (۷۲)

مآخذ ومراجع

☆ الإصابة فی تمییز الصّحابة، للإمام الحافظ شهاب الدّین أحمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵٤ھ)، تحقیق صدقی جمیل العطّار، مطبوعة دار الفکر، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

☆ إمتاع الأسماع بماللنّبیّ من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، للإمام

۷۲۔ انوارِ قطبِ مدینہ ص: ۲۲۲،۲۲٦

تقیّ الدّین أحمد بن علی بن عبد الله المقریزی (ت۸٤٥ھ) تحقیق محمّد عبد الحمید الخیسی، دار الکتب العلمیّة، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

☆ الاستیعاب فی معرفة الأصحاب للإمام ابی عمر یوسف بن عبدالله بن محمّد بن عبدالبرّ القرطبی (ت٤٦۳ھ)، بتحقیق الشیخ علی محمد معوّض، الشّیخ عادل أحمد، عبد الموجود، دار الکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ۱٤۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م

☆ أسد الغابة فی معرفة الصّحابة، للإمام عزّ الدّین بن الاثیر أبی الحسن علی بن محمّد الجزری (ت٦۳۰ھ) دار الفکر، بیروت ۱٤۲۳ھ۔ ۲۰۰۳م

☆ انوار قطب مدینه، المرتّب خلیل احمد رانا، مطبوعة برکاتی فبلشرز، نور مینشن، کراتشی

☆ جامع کرامت الأولیاء، للإمام العلاّمة یوسف بن إسماعیل النّبهانی (ت۱۳٥۰ھ)، تحقیق الشّیخ عبد الوارث محمّد علی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۷ھ۔ ۱۹۹٦م

☆ سُبُلُ الهُدیٰ والرّشادفی سیرة خیرالعباد للإمام محمّد بن یوسف الصّالحی الشّامی(ت۔۹٤۲ھ) بتحقیق الشّیخ علی محمّد معوّض، الشّیخ عادل أحمد، عبد الموجود، دار الکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۱٤ھ۔ ۱۹۹۳م

☆ الطّبقات الکبریٰ، للإمام العلاّمة محمّد بن سعد (ت ۲۳۰ھ) تحقیق سهیل کیّالی، دار الفکر، بیروت

☆ الفتاوی الرّضویّة (المخرّجة) للإمام أحمد رضا خان البریلوی (ت۱۸٥٦ھ۔ ۱۹۲۱م) رضا فاونڈیشن، الجامعة النّظامیّة الرّضویّة، لاهور، باکستان

☆ کنز الإیمان فی ترجمة القرآن للامام أحمد رضا خان البریلوی (ت۱۸٥٦ھ۔ ۱۹۲۱م)

☆ معرفة الصّحابة، للإمام أبی نعیم الإصبهانی أحمد بن عبدالله بن أحمد بن إسحاق بن مهران (ت٤۳۰ھ)، تحقیق محمّد حسن، محمّد حسن إسماعیل، مسعر عبد الحمید السّعدنی، دار الکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الاولیٰ ۱٤۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م